

مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۲۶

# دعوت انصاف



رئیس تحریر: علامہ ارشد القادری

جمعیت اشاعت اہلسنت کراچی

مفت سلسلہ اشاعت نمبر 26

# دعوتِ انصاف



ترسیلِ تحریر علامہ ارشد القادری

کچھ کم ایک صدی سے ساری دنیا میں دیوبند اور بریلی کی مذہبی آویزش کا جو شور مچا رہا ہے اور جس کے ناخوشگوار اثرات پریس سے لے کر اسٹیج تک پوری طرح نمایاں ہیں، وہ بلاوجہ نہیں ہے۔ اگر اس حقیقت کی تلاش کیجئے آپ نے اپنے ذہن کا دروازہ کھلا رکھا ہے، تو اس مذہبی نزاع کی وہ حقیقی بنیادیں پڑھئے جنہوں نے امت کو دو مستوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

ناشر،

**جمعیت اشاعتِ اہلسنت**

نور مسجد کاغذی بازار کراچی 74000 (پاکستان)

## پیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

صلی اللہ علیہ وسلم  
محمدؐ کی غلامی دین حق کی شرطِ اول ہے  
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

سلمان رشدی کی ناپاک جسارت اور اس کی کتاب ”شیطانی آیات“ نے مسلمان عالم کے جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح مجروح کیا اور نتیجتاً دنیا کے کونے کونے میں اس خبیث شخص کے خلاف عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس غم و غصے کا اظہار کیا اس سے کون واقف نہیں۔ ساتھ ہی ساتھ عیسائی اور یہودی لوہی نے جس طرح اس کی پشت پناہی کی بلکہ بعض ”ابن الوقت“ نام ہنرمند مسلمانوں نے اس کی حمایت کر کے جس طرح اپنی کھلی اسلام دشمنی کا ثبوت دیا وہ بھی اظہارِ من الشمس ہے۔

عشاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور شامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ٹکڑاؤ کوئی پہلا واقعہ نہیں۔ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں اس جیسی کئی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ماضی قریب ہی میں کوئی قریباً ایک صدی قبل خود ہمارے اس خطہ پاک ہند میں جب علمائے دیوبند نے آج کے سلمان رشدی کی طرح اپنی تصانیف میں محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ عبارات ظلم بند کیں تو غیور مسلمان عالم نے عموماً اور علمائے بریلی نے خصوصاً ان

کی بروقت گرفت فرمائی اور اتمامِ حجت کے تمام تقاضے پورے کرنے کے بعد بھی جب بھی وہ اپنی ان گستاخانہ عبادتوں سے باز نہ آئے تو علمائے بریلی اشداء علی الکفار وجماعہ بینہم کی عملی تصویر بن کر ان شامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برسرِ پیکار ہوئے اس وقت بھی ہندوستان پر قابض برطانوی عیسائی لوہی نے ان گستاخانِ رسول کی ”دل کھول کر“ مدد کی مگر افسوس کہ آج کا مسلمان دیوبندی۔ بریلوی تنازعے کو صرف مولویوں کا ذاتی قضیہ اور پیٹ کے دھندے کا نام دے کر اس سے دامن چھڑانے کی کوشش کر رہا ہے۔ حالانکہ یہی مسلمان، سلمان رشدی کی مخالفت کرنے میں (اور یہ مخالفت حق بجانب ہے) قطعاً گریز نہیں کرتا۔

کنیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری نے اپنے اس علمی مقالے ”دعوتِ انصاف“ میں ایسے ہی لوگوں کو جھنجھوڑا ہے اور ان کے سامنے ہر دوسلیوں کے حقائق کو سامنے رکھ کر گروہی پاسداری سے بالاتر ہو کر محض حُبِ خدا اور حُبِ رسول کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہیں دعوتِ انصاف دی ہے کہ وہ تلاش کریں کہ غلطی کہاں کیا اور کس کی ہے؟ جمعیت اشاعتِ اہلسنت ”ملک التحریر“ کی اس علمی کاوش کو اپنی مفت اشاعت کی مالامال 26 ویں موتی کے طور پر پروانے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مقبول فرمائے اور نافع ہر خاص و عام بنائے۔ (آمین)

خاکبائے علمائے اہلسنت :

محمد نجان اختری

انچارج شعبہ نشر و اشاعت

## ہماری اس کتاب کی اشاعت ان کرم فرماؤں کے لیے ہے

• جو حوصلہ و ہمت اور خلوص و لہجیت کے جذبہ کے ساتھ علماء اہل سنت و علماء دیوبند کے مابین اختلافات کو جاننا چاہتے ہیں اور اتفاق و اتحاد کی اصل رو کاوٹوں کو دور کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔  
• جو اپنی نجی مجلسوں اور پرائیویٹ میٹنگوں میں اس سنجیدہ اور اصولی اختلاف کو مولویوں کے چکر پیٹ کے دھندے کھانے پینے کے جیلے شکم پرستی اور اس قسم کے طے جملے اتفاقات سے یاد کر کے داؤ تحسین وصول کر کے خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔  
• جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اختلافات کو سمجھنے اور دور کرنے کے لئے کسی قسم فکر و مفاہمتی کوشش کرنے کو وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں۔

• جو علماء اہل سنت و علماء دیوبند کے اختلاف کو محض جزوی یا فطری خیال کرتے ہیں۔  
• جو رات دن اپنی تمام تر علمی تحقیقی صلاحیتیں گستاخانہ و کفریہ الفاظ و عبارات کی توضیح و تشریح و تاویل کرنے میں صرف کر رہے ہیں۔ گویا ان وضاحتوں کے رہ جانے سے دین شاید اُدھورا رہ جائے۔  
• جو علماء اہل سنت و علماء دیوبند کے اختلاف (راہ اتفاق و اتحاد کی سب سے بڑی رکاوٹ) کو زیر تحقیق لانے کو تضييع اوقات سمجھتے ہیں اور اتحاد و اتفاق کے داعی بھی ہیں۔

• جو قیصر، ساتر، چالیسواں، مزارات، متعدد سر کی حاضری کو علماء اہل سنت و علماء دیوبند کے مابین اصل وجہ اختلاف سمجھتے ہیں۔

• جو گستاخی و سبے ادبی اور ابانت و تحقیر والی عبارات پر مشتمل کتابیں اور لٹریچر چھاپ کر تقسیم کرنے اور فروخت کرنے کو دین کی بہت بڑی خدمت سمجھ بیٹھے ہیں۔

• جو مذہبی اختلاف کا نام نہ کر بلکہ اٹھتے ہیں لیکن اپنے دفتری و کاروباری مسائل و معاملات

میں اختلاف کو برداشت کرنے اور انہیں خوش اسلوبی سے حل کرنے میں اپنے تمام تر جانی و مالی وسائل کو صرف کر دیتے ہیں۔

• جو یہ مشورہ تو دیتے ہیں کہ اب حالات اس قسم کے ہیں کہ متنازع عبارات و مسائل پر بحث تمیض نہیں کرنی چاہیے لیکن اپنا یہ مفید مشورہ ان اداروں کو نہیں پہنچاتے جو رات دن اس قسم کا متنازعہ اور اختلافی لٹریچر چھاپتے رہتے ہیں۔

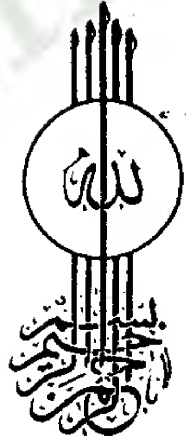
• جو مسئلہ تعظیم نبی، مسئلہ مقام و مرتبہ رسول، مسئلہ خصائص رسول، مسئلہ عظمت صحابہ و اہل بیت، مسئلہ ولایت اور دیگر مسئلہ مسائل اسلام و اہل سنت کو فرقہ واریت کا نام دے کر دانستہ و غیر دانستہ کفر و الحاد و زندقیت کی حمایت کر رہے ہیں۔

• جو اصل وجہ اختلاف سمجھتے ہوئے ملک گیر سطح پر کوئی ایسا لائحہ عمل پیش کرنے کا جذبہ صادق رکھتے ہوں جس سے اختلاف کی غلطی کو کم سے کم کرنے اور اتفاق و اتحاد کی طرف پیش رفت کی جاسکے۔ آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم

لے صلی اللہ علیہ وسلم

لے رضی اللہ تعالیٰ عنہ





نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْقَادِي الْأَمِينِ الْكَرِيمِ

علمائے دیوبند کے لئے پہلے سے اگر کوئی نرم گوشہ آپ کے دل میں موجود ہے تو اس کتاب کے مطالعہ کا آپ پر قدرتی رد عمل یہ ہو گا کہ آپ غصے کی جھلک میں اے بند کر کے کہیں ایک طرف رکھ دیں گے۔ لیکن اگر آپ بردبار، معاملہ فہم اور صائب فکرسیم ہیں اور واقعات کی تہہ میں اتر کر عقائد کی تلاش کا جذبہ اعتدال کے ساتھ آپ کے اندر موجود ہے تو آپ یہ جاننے کی ضرورت کو محسوس کریں گے کہ علماء دیوبند ایک ملک گیر مافوق جنگ کی بنیاد آخر کیونکر پڑی۔ بحث و مناظرہ کے وہ حقیقی اسباب و علل کیا تھے جن کے زیر اثر سالہا سال تک پورے ملک میں یہ معرکے گرم رہے۔

یہ نزاع دو چار آدمیوں تک محدود ہوتا تو اسے شخصی یا خانہ دانی منادات کی آویزش کہہ کر نظر انداز کیا جاسکتا تھا، لیکن علمائے دیوبند کے خلاف مذہبی پیکار کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ملک ہی نہیں، بیرون ملک کا بھی بہت بڑا خطہ اس کی پسٹ میں ہے۔ مساجد سے لے کر مدارس تک مذہبی زندگی کے سارے شعبے اس اختلاف سے اس درجہ متاثر ہیں کہ دیہات سے آفاق تک پوری قوم دو ملتوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ اس نے اس ہر گیر اختلاف کو دیوبند اور بریلی کا شخصی نزاع قرار دے کر اس کے حقیقی محرکات سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔

نہایت انفس اور قلق کے ساتھ مجھے ہندوپاک کے مسلم مورخین سے یہ شکوہ ہے کہ انہیں آج تک یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ غیر جانبداری کے ساتھ علمائے دیوبند کے خلاف ان مذہبی بیخونیوں کی صحیح بنیاد معلوم کرتے جو ملک و بیرون ملک کے کروڑ ہا کروڑ مسلمانوں کے درمیان نصف صدی سے پھیلی ہوئی ہیں۔ اور جس کے نتیجے میں مسلم معاشرہ ایک نہ ختم ہونے والے روحانی کرب اور ذہنی و فکری انتشار کا شکار ہے۔ ہماری مظلومی کے ساتھ اس سے بڑھ کر دردناک مذاق اور کیا ہو سکتا ہے کہ میں بے خبری کی حالت میں ہمارے احتجاج کو فتنہ انگیزی سے تعبیر کیا۔ حالانکہ اپنے غم و غصہ اور اپنے جذبے کی تباہیوں کا اظہار ہر مظلوم کا واجب حق ہے۔

اتنی تمہید کے بعد اب ہم اس مذہبی نزاع کی پوری تفصیل اس امید کے ساتھ اہل علم کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ وہ اس کی روشنی میں نزاع کے اصل محرکات کا پتہ چلائیں گے۔ بالفرض نگاہوں پر بوجھ ہو جب بھی یہ سرگزشت صبر و تحمل کے ساتھ پڑھے کہ حقیقت کا متلاشی کسی گروہ کا طرف دار نہیں ہوتا۔

## علمائے دیوبند کے ساتھ علمائے اہل سنت کے اخلاقی و تہذیبی مضبوط بنیادیں

کچھ کم ایک صدی سے ساری دنیا میں دیوبند اور بریلی کی مذہبی آویزش کا جو شور مچ رہا ہے اور جس کے ناخوشگوار اثرات پریس سے لے کر اسٹیج تک پوری طرح نمایاں ہیں، وہ بلا وجہ نہیں ہے۔ اگر اس حقیقت کی تلاش کیجئے آپ نے اپنے ذہن کا دروازہ کھلا رکھا ہے، تو ذیل میں اس مذہبی نزاع کی وہ حقیقی بنیادیں پڑھئے جنہوں نے امت کو دو مستوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

## پہلی بنیاد

اپنی مذہبی سرشت کے اعتبار سے مسلمان کا جو والہانہ تعلق اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم ذات سے ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اس کا ایمان اپنے رسول کی بارگاہ میں اتنا متوجہ اور حساس ہے کہ رسول کی حرمت پر ذرا سی خراش بھی اسے برداشت نہیں۔ ناموس رسول کے تحفظ کیلئے ہندوستان کے مسلمانوں نے ہر دور میں جس والہانہ جذبے کے ساتھ اپنی فداکاریوں کا مظاہرہ کیا ہے وہ تاریخ کا جاننا ہیچانا واقعہ ہے۔ حب رسول کی وارفتگی کا یہ رُخ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی گستاخ کے خلاف غم و غصہ اور نفرت و غضب کے اظہار کے سوال پر کبھی یہ نہیں دیکھا کہ نشانے پر کون ہے۔ باہر کا ہوا اندر کا جس نے بھی رسول کی شان میں گستاخانہ جسارت کا اظہار کیا مسلمانوں کی غیرت ایمانی کی تلوار اس کے خلاف بے نیام ہو گئی۔

آج ملعونہ رشدی کی زندہ مثال آپ کے سامنے ہے۔ رسول کی حرمت پر حملہ کر کے اس نے سارے عالم اسلام کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔ قابل رشک ہیں وہ شہیدانِ محبت جو رشدی کے خلاف اپنی غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آقا کی عزت پر قربان ہو گئے۔ علمائے دیوبند کے خلاف بھی ہمارے غم و غصہ کی سب سے بڑی بنیاد یہی ہے

کہ ان کے اکابر نے اپنی بعض کتابوں میں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں سخت گستاخانہ کلمات استعمال کئے ہیں جس کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

① علمائے دیوبند کے مذہبی پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو زائل اور حیوانات و بہائم کے علم سے تشبیہ دی ہے جس کے وہ خود بھی اقرار ہی مجرم ہیں۔

اہل علم و ادب زبان کے اس عا ورس سے ابھی طرح واقف ہیں کہ محترم چیزوں کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ سے عظمت و تکریم کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب ذائل کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ دی جاتی ہے تو اس سے توہین و تعظیم کے معنی نکلنے ہیں۔ اُور زبان کے عادات میں تشبیہ و تمثیل کا یہ منابطہ اتنا شائع اور ذائع ہے کہ کوئی صاحب علم اس کے ان معانی و مطالب کے استلزام سے انکار نہیں کر سکتا۔

اس بنیاد پر ہمارا یہ دعویٰ شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ تھانوی جی بارگاہ رسالت کے گستاخ ہیں۔ انھوں نے رسول پاک کے علم شریف کو زائل کے علم سے تشبیہ و تکریم انت رسول کے خوفناک جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

② علمائے دیوبند کے دوسرے اور میرے مذہبی پیشوا مولوی خلیل احمد امجدی اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے براہینِ قاطعہ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ زمین کے علم حیط کے سوال پر شیطان کا علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ شیطان کے مقابلے میں جو شخص رسول کی وصیت علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے۔ کیونکہ شیطان کے علم کی وصیت پر قرآن و حدیث ناطق ہیں۔ رسول کے علم کی وصیت پر قرآن میں کوئی دلیل ہے اور نہ حدیث میں۔ اس میں قطعاً دور رس نہیں کہ شیطان کے مقابلے میں رسول پاک کے علم کی تعظیم ایک کھلا ہوا کفر اور ایک کھلی ہوئی گستاخی ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی کھلی ہوئی گستاخی اور کھلا ہوا کفر ہے کہ شیطان کے مقابلے میں جو

شخص رسول پاک کی وسعت علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے لیکن یہی عقیدہ شیطان کے بارے رکھنا مشرک نہیں ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی رسول پاک کی مرتبہ تنقیص ہے کہ رسول پاک کے علم کی وسعت پر قرآن و حدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن شیطان کے علم کی وسعت پر تہران میں بھی دلیل ہے اور حدیث میں بھی۔

③ عملائے دیوبند کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب "تہذیب الناس" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے سے انکار کیا ہے۔ جبکہ حضور کو تمام النبیین ہونے کی حیثیت سے آخری نبی مانتا قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی۔

بلکہ اپنی کتاب میں انھوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ حضور کے زمانے یا حضور کے بعد بھی اگر کسی نے نبی کا آنا فرض کیا جائے جب بھی حضور کی غایت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ حالانکہ یہ بات آسانی سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی نے نبی کے آنے کی صورت میں حضور کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے۔ مولوی نانوتوی کی یہی وہ کتاب ہے جسے قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے جواز کا پیش خیمہ قرار دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ ختم نبوت کے مسئلے میں عملائے دیوبند کے ساتھ ہمارا اختلاف فردی نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی ہے۔ اور یہ اختلاف حرمت و طہت کا نہیں بلکہ کفر و اسلام کا ہے۔

## دعوتِ انصاف

دیوبندی علماء کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ پہلی بنیاد ہے جو ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔ واضح رہے کہ اس بنیاد کا تعلق اہانت رسول اور انکا ضروریات دین سے ہے۔ جس کے کفر ہونے میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہے۔ قرآن کی بیشمار

آیتیں اس عقیدے پر شام عدل ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہلکی سی گستاخی بھی اسلام اور ایمان کے رشتے کو منقطع کر دیتی ہے۔ علم اور عبادت کی کوئی فضیلت گستاخی کے انجام بد سے کسی کو ہرگز نہیں بچا سکتی۔

اس موقع پر اپنے قارئین سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ اکابر دیوبند کی ان اہانت آمیز تحریروں کو آپ اس زاویہ نظر سے ہرگز مت پریشان نہ کیے کہ یہ دیوبند اور بریلی کی ایک مذہبی نزاع ہے۔ بلکہ مطالعہ کرتے وقت اپنی ہنس کو اس نقطے پر مرکوز رکھئے کہ اکابر دیوبند کی ان عبارات کی ضرب براہ راست رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و حرمت پر پڑتی ہے۔ ان کے گستاخ قلم کا حملہ عملائے بریلی پر نہیں بلکہ خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مہر پر ہے۔ اگر خدا نخواستہ آپ نے ان تحریروں کا مطالعہ اس نقطہ نظر سے کیا کہ یہ دیوبند اور بریلی کے نام سے دو مکتب فکر کے علماء کا باہمی جھگڑا ہے تو جذبے کا وہ والہانہ تقدس باقی نہیں رہے گا جو اپنے رسول کی حمایت میں کسی کے خلاف دو ٹوک فیصلہ کرنے کے لئے مطلوب ہے۔

میری اس گزارش کا مدد ما صرف اتنا ہے کہ اپنی کسی بھی محبوب شخصیت کے مقابلے میں "رسول" کو ترجیح دینے کا سوال خود آپ کے اپنے ایمان کا تقاضا ہونا چاہئے۔ اس لئے عملائے بریلی کو آپ ایک طرف رکھئے۔ اور خود اپنے "مومن ضمیر" سے دریافت کیجئے کہ اکابر دیوبند کی ان تحریروں سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت مجروح ہوتی ہے یا نہیں؟ اور دین کے اصول و ضروریات سے انحراف کا پہلو واضح ہوتا ہے یا نہیں؟ ان کی تحریروں میں کسی اجنبی زبان میں نہیں ہیں کہ آپ کو کسی مترجم کی ضرورت پیش آئے۔ وہ سیدھی سادھی اردو زبان میں ہیں جنہیں آپ بھی سمجھنا چاہیں تو سمجھ سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے حوالوں کی نشاندہی پر آپ کو اعتماد ہو تو اصل کتاب منگو کر دیکھ لیں وہ آج بھی کتب خانوں سے دستیاب ہو جاتی ہیں۔



اب رہ گیا طلبہ نے بریلی کا سوال تو اس سلسلے میں ان کا کردار اس سے زیادہ اہم ہے کہ اکابر دیوبند کی ان اہانت آمیز عبارتوں کو پڑھنے کے بعد جو انہیں ناقابل برداشت اذیت پہنچی اور جس روحانی کرب کے اضطراب میں وہ اچانک مبتلا ہو گئے اس کے رد عمل کا اظہار انہوں نے برملا کیا۔ تعلقات کی کوئی مصلحت اس راہ میں انہیں مائل نہیں ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے دیوبند کے ان اکابرین سے براہ راست رابطہ قائم کیا اور دلائل کی روشنی میں ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی ان کفری عبارتوں سے جو تفتیشی شائبہ اور انکار ضروریات دین پر مشتمل ہیں اعلانیہ تو یہ صحیحہ شریعہ کریں اور اپنی کتابوں سے ان لوازار عبارتوں کو نکال دیں۔ لیکن ان کی جموئی عزت و شہرت اس راہ میں مائل ہو گئی اور انہوں نے مار پر نار کو ترجیح دی۔

**گستاخانِ رسول کے درمیان ایک مشترک** | سلسلہ کلام سے ہٹ کر ایک بات اپنے قارئین کرام کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔ امید کہ انتظار کا یہ لمحہ آپ کو باز خاطر نہ ہو گا۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محترم میں گستاخی کرنے والوں کی تاریخ کا جب آپ مطالعہ کریں گے تو ہر گستاخ کی یہ سرشت قدر مشترک کے طور پر آپ کو ہر جگہ نظر آئے گی کہ دل کے جذبہ نفاق کے زیر اثر جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ ان کی زبان یا قلم سے نکل جاتا ہے تو باز پرس کرنے پر ایک شرمسار مجرم کی طرح وہ اپنے کلمہ کفر سے توبہ کرنے کے بجائے اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کیلئے غلط سلسلہ تاویل اور سخن پردہ کی جذبے کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں۔

عہد رسالت میں بھی منافقین مدینہ کا یہی رویہ تھا۔ چنانچہ ایک سفر سے واپسی کے موقع پر جب منافقین نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ استعمال کیا۔ جب صحابہ کرام کے ذریعہ حضور تک یہ بات پہنچی اور حضور نے منافقین سے اس کے متعلق باز پرس فرمایا تو انہوں نے اعتراف جرم اور توبہ و معافی کے بجائے بات بدلنے، تاویل

کرنے اور جیسے بہانے تراشنے کا رویہ اختیار کیا۔ چونکہ اس وقت نزولِ وحی کا سلسلہ جاری تھا اس لئے قرآن ان کے خلاف یہ آیت نازل ہوئی کہ لَا تَقْعَدُوا قُلُوبَكُمْ عَنْ دِينِكُمْ بَعْدَ آيَاتِنَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ (مت بناءً) تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے۔ اگر نزولِ وحی کا سلسلہ جاری نہ رہتا تو ان کے جھوٹ کا پردہ فاش نہ ہوتا اور وہ کلمہ چرمسار مسلم معاشرے میں اپنے کفر کو چھپاتے رکھتے۔

**سخن پردہ کی تازہ مثال** | منافقین مدینہ کا یہ کردار عہدِ حاضر میں آپ دیکھنا چاہتے ہوں تو ہامد ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے پردوائس پائسلر کا قافیہ پڑھیے۔ انہوں نے کسی انجکشن میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے سیکور کھلانے کے شوق میں ملعون زمانہ رشتہ سی کی کتاب کے بارے میں اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ حکومت ہند نے اس کتاب پر جو پابندی مائدہ کی ہے اُسے اٹھالینا چاہیے کیونکہ ہر شخص کو اپنی رائے کے اظہار کا بنیادی طور پر حق حاصل ہے۔

اس فقرے کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ رشتہ سی نے اپنی ملعون کتاب میں جو اہانتِ رسول کی ہے اس پر اس سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ اسے اپنی رائے کے اظہار کا بنیادی طور پر حق حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں اپنے اس فقرے کے ذریعہ مشیر الحسن نے اہانتِ رسول کی کھل ہوئی حمایت کی۔ جامد ملیہ اسلامیہ کے غیر اور سر فرزند طلبہ قابلِ تحکیم و تحمیں ہیں کہ جب انہوں نے یہ انٹرویو پڑھا تو ایک گستاخِ رسول کی حمایت کی بنیاد پر وہ تحفظِ ناموسِ رسول کے جذبے میں مشیر الحسن کے خلاف پوری طرح صف آرا ہو گئے اور انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ چونکہ گستاخ کا حامی بھی گستاخ ہی ہوتا ہے اس لئے مشیر الحسن کو اس کے منصب سے فوراً ہٹایا جائے۔ ہم ایسے دل آزار شخص کو کسی قیمت پر راشت نہیں کریں گے۔ چونکہ یہ مسئلہ ناموسِ رسول کا تھا اس لئے جامد ملیہ کے اساتذہ کی بڑی تعداد نے بھی ہر طرح کے نتائج سے بے پرواہ ہو کر طلبہ کے موقف کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ دہلی کے مسلمانوں تک جب اس قافیہ کی تفصیل پہنچی تو ہر طرف مشیر الحسن کے خلاف نفرت و بے زاری



کی لہر دوڑ گئی اور طلبہ کے مطالبے میں شہر کے عوام بھی شریک ہو گئے۔ ذکرِ نگر کی انجمن رضا نے جس جذبہ سرفروشی کے ساتھ مشیر الحسن کے خلاف اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا اور جامدہ کے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی اور انھیں صبح مشورے دیئے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے

**لیکن دارالعلوم دیوبند کے علماء؟** | صرف دارالعلوم دیوبند کے علماء جن میں

مولوی سالم صاحب ابن قاری طیب صاحب اور مولوی احمد علی قاسمی اور انوار الدین دارالعلوم دیوبند کے ورکنگ جنرل سکریٹری مولوی فضیل احمد کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان تمام حضرات کے نزدیک مشیر الحسن کی گستاخی ثابت نہیں ہے۔ جیسا کہ روزنامہ "قومی آواز" دہلی کی مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں ان کے مشترکہ بیان کے الفاظ یہ ہیں۔

"طلبہ کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ دیکھنا چاہیے کہ جس کو

خاتم رسول (گستاخ رسول) کہا جا رہا ہے وہ واقعتاً خاتم رسول ہے

کہ نہیں۔"

کس قدر افسوس اور قلعی کی بات ہے کہ جامعہ ملیہ کے طلبہ کو جو عالم دین نہیں ہیں، جامعہ ملیہ کے اساتذہ کو جو عالم دین نہیں ہیں اور دہلی کے مسلمانوں کو مشیر الحسن کی گستاخی سمجھ میں آگئی۔ لیکن دارالعلوم دیوبند کے علماء اس کی گستاخی کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

حالانکہ قومی آواز کی اسی اشاعت میں اخبار کے آخری صفحہ پر مشیر الحسن کی بابت شیخ المامون مسٹر بشیر الدین احمد کی ایک اپیل شائع ہوئی ہے جس کا یہ حصہ مشیر الحسن کے جرم پر بمبہر پور روشنی ڈالتا ہے۔

"جامعہ کے پروفیسر پائلرس پروفیسر مشیر الحسن نے اس کتاب

(رشدی کی کتاب) پر عائد پابندی اٹھانے سے متعلق جو اظہار خیال کیا

ہے وہ چونکہ باعثِ تکلیف ہے اور اس کی وجہ سے ناراضگی اور احتجاج

کی ایک فضا پیدا ہو گئی ہے۔"

وائس چانسلر کی اسی تحریر سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مشیر الحسن کے خلاف طلبہ کا الزام بے بنیاد نہیں ہے۔ کیونکہ پابندی اٹھانے کی بات انھوں نے اسی بنیاد پر کی ہے کہ ہر شخص کو بنیادی طور پر اظہار خیال کی آزادی حاصل ہے۔ اس نے سلمان رشدی سے پیغمبر اسلام کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اپنے حق کا جائز استعمال کیا ہے۔ لیکن سخت افسوس ہے کہ اتنی وضاحت کے باوجود دارالعلوم دیوبند کے یہ علماء مشیر الحسن کو بے گناہ سمجھ رہے ہیں۔ ان کے پاس اس کی بے گناہی کی جو سب سے بڑی دلیل ہے وہ یہ ہے۔ پڑھئے اور غور کا گھونٹ پیجئے۔

"جس شخص کو خاتم رسول (گستاخ رسول) کہا جا رہا ہے وہ حقتاً کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ

وہ اس گناہ سے بری ہے اور حضور کا مکمل احترام اپنے قلب میں رکھتا ہے۔"

دارالعلوم دیوبند کے ان علماء کی کج فہمی پر سرپیٹ لینے کو جی چاہتا ہے کہ انھیں یہ

بھی پتہ نہیں کہ کسی دعوے کے ثبوت کے لئے جرم کا اقرار ضروری نہیں ہے۔ اس کا بیان اور

بیان کے الفاظ دعوے کے ثبوت کے لئے بہت کافی ہیں۔ ورنہ بتایا جائے کہ اسلامی تعزیرات

کی تاریخ میں کس گستاخ کو اقرار جرم کی بنیاد پر سزا دی گئی ہے۔ تاریخ میں جسے بھی کوئی سزا

ملی ہے اس کے الفاظ و بیان ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ کیا دارالعلوم دیوبند کا دارالافتاء یہ ثابت

کر سکتا ہے کہ کلہو کفر کی بنیاد پر جس کی بھی اس نے تکفیر کی ہے اس سے کفر کا اقرار کروا رہا ہے

لیکن مشیر الحسن کے بارے میں سوا اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ جذبہ حب رسول پر مشیر الحسن

کی حمایت کا جذبہ اگر غالب نہ آگیا ہوتا تو دارالعلوم دیوبند کے یہ علماء ایسی کجی بات ہرگز نہ کہتے۔

کس مصلحت نے انھیں مشیر الحسن کے حق میں صفائی کا وکیل بنا دیا ہے اسے وہی بتا سکتے ہیں۔

بمہنے تو یہ قصہ صرف اسی لئے چھیڑا ہے تاکہ ہمارے قارئین اس بات کو سمجھ سکیں کہ جذبہ

حب رسول کسی گستاخ کے خلاف کس طرح اہل ایمان کو متحد کرتا ہے۔ اور جن لوگوں کا سینہ اس

مقدس جذبے سے خالی ہے وہ گستاخ کی حمایت کے لئے کتنی بے حیائی کے ساتھ دیکھ اور مضحکہ

نیز تاویلوں کا سہارا لیتے ہیں۔

گستاخانہ رسول کی سرشت اور ان کے حامیوں کا ذہن دگر دار سمجھانے کیلئے میں اپنے اٹھائے ہوئے سلسلہ کلام سے بہت دور نکل آیا۔ اب پھر آپ پچھلے اوراق میں اکابر دیوبند کے خلاف اہانت رسول کے الزامات کی بحث سے اپنے ذہن کا رشتہ جوڑ لیں۔

ٹھیک اسی طرح اسوقت بھی دیوبند کے علماء نے اپنے اکابر کی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے معاذ کا رد اختیار کر لیا اور سخن پروری کے جذبے سے مسلح ہو کر وہ میدان میں اتر گئے اور پوری قوت کے ساتھ عوام میں اس بات کی تشریح کرنے لگے کہ اہانت رسول کے الزام سے ہمارا دامن بالکل پاک ہے۔ یہ سارا جھگڑا علمائے بریلی کا کھڑا کیا ہوا ہے۔ انھوں نے ہمارے اکابر کے خلاف اہانت رسول کا جو الزام مائد کیا ہے وہ بالکل جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔

ان کے پاس ذرائع ابلاغ اور مال و وسائل کی کمی نہیں تھی۔ جب ان کے اس جھوٹے پروپیگنڈہ سے عوام متاثر ہونے لگے تو ان کا جھوٹ فاش کرنے کے لئے مجبوراً ہمیں بحث و مناظرہ کا راستہ اختیار کرنا پڑا۔ تاکہ عوام کی عدالت میں بالکل آسنے سامنے یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ ان کے اکابر کے خلاف اہانت رسول کا الزام جھوٹا نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔

چنانچہ ہر مناظرے کی مجلس میں انہی کے مناظر علماء کے سامنے ان کی کتابوں سے وہ اہانت آمیز عبارتیں منمو اور سطر کی نشاندہی کے ساتھ پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی رہیں اور ان کے علماء نے کسی یہ نہیں کہا کہ یہ کتابیں ہمارے اکابر کی تصنیف کردہ نہیں ہیں اور عبارتیں ان کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔

بحث و مناظرہ کے ان معرکوں سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ ملک کے عوام کی سمجھ میں یہ بات ابھی طرح اتر گئی کہ اکابر دیوبند کے خلاف اہانت رسول کا الزام بے بنیاد نہیں ہے۔ اور یہ بھی لوگوں نے واضح طور پر محسوس کر لیا کہ علمائے اہانت کا یہ سارا اضطراب اور تحریر و تقریر کے ذریعہ ان کی بچیلیوں کا یہ سارا مظاہرہ صرف تحفظ ناموس رسول صلی علیہ وسلم کے جذبے میں ہے۔

### علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی دوسری بنیاد

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی پہلی بنیاد ان کے اکابر کی وہ عبارتیں ہیں جو اہانت رسول اور انکار ضروریات دین پر مشتمل ہیں، جنہیں آپ گزشتہ اوراق میں پوری تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے۔ اگر آپ کی نگاہ میں ہمارے ایمانی احساسات کی کوئی قیمت ہے تو آپ نے ابھی طرح اندازہ لگایا ہو گا کہ ان اہانت آمیز عبارتوں کے رد عمل میں علمائے دیوبند کے خلاف ہماری نفرت و بے زاری کبھی ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔

یہی ایک بنیاد ان سے ہماری علیحدگی کے لئے بہت کافی تھی جبکہ یہ معلوم کر کے آپ حیران رہ جائیں گے کہ اس کے علاوہ علمائے دیوبند کے کچھ مخصوص عقائد بھی ہیں جو مصلح بڑھانے میں نہایت اہم رول ادا کرتے ہیں۔ ان عقائد کی تفصیل کتابوں کے حوالوں کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

- ① امتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس)
- ② صریح جھوٹ سے انبیاء کا محفوظ رہنا ضروری نہیں ہے۔ (تفسیر العقائد)
- ③ کذب کو نشان نبوت کے منافی سمجھنا غلط ہے۔ (تفسیر العقائد)
- ④ انبیاء کو معاصی سے معصوم سمجھنا غلط ہے۔ (تفسیر العقائد)

- ⑤ نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانے سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے۔ (صراطِ مستقیم)
- ⑥ نمازیں نبی کا خیال زنا کے خیال اور گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے۔ (صراطِ مستقیم)
- ⑦ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ (یک روزی)
- ⑧ خدا کو زمان و مکان سے منزہ سمجھنا گمراہی ہے۔ (ایضاح الحق)
- ⑨ جادو گروں کے شعبہ کے انبیاء کے معجزات سے بڑھکر ہوتے ہیں۔ (منصبِ امت)
- ⑩ صحابہ کرام کو کافر کہنے والا سنتِ جماعت سے خارج نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)
- ⑪ محمد یا علی جس کا نام ہے وہ کسی چیز کا ختم نہیں۔ (تقویۃ الایمان)
- ⑫ ہر مخلوق چھوٹا بوا جیسے عام بندے) یا بڑا (جیسے انبیاء و اولیاء) وہ اللہ کی شان کے آگے چما سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان)
- ⑬ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن اپنا وکیل اور سفارشی سمجھتا ہے وہ ابو جہل کے برابر مشرک ہے۔ (تقویۃ الایمان)
- ⑭ رسول بخش، نبی بخش، غلام معین الدین اور غلام فی الدین نام رکھنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان)
- ⑮ "رَحْمَةُ لِلْعَالَمِينَ" ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ امت بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ)
- ⑯ بزرگانِ دین کی فائزہ کا تہک کھانے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)
- ⑰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بڑے بھائی ہیں ہم آئیں چھوٹے بھائی ہیں۔ (تقویۃ الایمان)
- ⑱ یہ کہنا کہ خدا و رسول چاہے گا تو خدا کا کام ہو جائیگا شرک ہے۔ (ہفتی زیور)
- ⑲ کسی نبی یا ولی کے مزارات کی زیارت کیسے سفر کرنا، ان کے مزار پر روشنی کرنا، فرش بچھانا، جھاڑو دینا، لوگوں کو پانی پلانا اور ان کیلئے وضو وغیرہ انتظام کرنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان)

اپنے قارئین کرام سے درخواست کروں گا کہ انصاف و دیانت کے ساتھ آپ دیوبندی مکتب فکر کے ان مخصوص عقائد پر غور فرمائیں۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جن سے عقیدہ توحید کے تقدس کو ٹھیس پہنچتی ہے اور کچھ وہ ہیں جو شانِ منصب رسالت کو مجروح کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں اگر مسیح مان لیا جائے تو دنیا کے نوے کروڑ مسلمانوں کے ایمان و اسلام کی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور بات یہیں تک نہیں رکتی بلکہ صدیوں پر مشتمل ماضی کے وہ لاکھوں اسلاف کرام بھی زو میں آ جاتے ہیں جنہوں نے ان عقائد و اعمال کے مخالف سمت کو اسلامی عقائد و اعمال کی حیثیت سے مستبول کیا ہے۔

محمود علی دیر کے لئے اہل بریلی کو ایک کنارے رکھتے اور اپنے مذہبی شعور کی بنیاد پر آپ خود بتائیے کہ کیا ان عقائد و اعمال کی صحت سے آپ اتفاق کرتے ہیں اور بغیر کسی تردد کے ہاں یا نہیں ہیں اس بات کا بھی دو ٹوک فیصلہ کیجئے کہ کیا آج کا مسلم معاشرہ انہی عقائد و اعمال کی بنیاد پر قائم ہے۔ اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو ان علمائے حق کے بارے میں آپ صاف صاف اپنے خیال کا اظہار کیجئے جنہوں نے علمائے دیوبند کے ان ناز زاد عقائد و اعمال سے اختلاف کیا ہے اور اسلام کے ایک پر جوش محافظ کی حیثیت سے امت کو ان گندے عقائد سے بچانے کی بھر پور جدوجہد کی ہے اور عین اس کے مخالف سمت میں اسلام کے مسیح عقائد کے ساتھ انہیں منسلک دکھاتا ہے۔ اب جمہور مسلمین ہی کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان علمائے حق کا یہ عظیم کارنامہ ان کے حق میں ہے یا ان کے خلاف ہے اور اپنے ان گراں قدر خدمات کے ذریعہ ان علمائے حق نے امت میں تفرقہ ڈالا ہے یا انہیں ٹٹنے سے بچایا ہے۔

اگر اس حقیقت سے آپ اتفاق کرتے ہیں کہ آج بھی روئے زمین کے جمہور مسلمین کا وہی مذہب ہے جس کی حمایت ان علماء نے اپنی زبان و قلم سے کی ہے تو اس حقیقت سے بھی آپ کو اتفاق کرنا پڑے گا کہ جمہور مسلمین کے صحیح پیشوا بھی یہی علماء ہیں۔ جو لوگ دشمن کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ان علماء کے خلاف تفرقہ اندازی کا الزام مانتے ہیں وہ مذہبی تاریخ میں سب سے بڑے افسانہ نویس کھیلنے کے مستحق ہیں۔ آپ مذہبی اپنے آپ کو بریلوی کہیں جب بھی آپ کو علمائے بریلی کے اس

عظیم انسان کروار کا شکر گزار ہونا پڑے گا کہ انہوں نے آپ کو دیوبند کے غلط مذہب فکر کا شکار نہ ہونے سے بچا لیا۔ اور امت مسلمہ کو صحیح عقائد و اعمال کے ساتھ منسلک رکھا۔

## علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی تیسری بنیاد

تیسری بنیاد کے ضمن میں علمائے دیوبند کے وہ فتاویٰ اور تحریرات ہیں جن کے ذریعہ انہوں نے جمہور مسلمین کی مذہبی روایات کو حرام اور بدعت منکرات قرار دیا ہے۔ ذیل میں آپ ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

- ① انبیاء و اولیاء کے ساتھ توسل کو وہ حرام اور گناہ قرار دیتے ہیں۔
- ② حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بطلان الہی بھی وہ مسلم غیب کا عقیدہ تسلیم نہیں کرتے۔
- ③ تقویۃ الایمان کی صراحت کے مطابق وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ مرکز مٹی میں مل گئے۔
- ④ وہ محافل میلاد کے انعقاد اور قیام و سلام کو حرام قرار دیتے ہیں۔
- ⑤ بزرگان دین اور اموات مسلمین کے لئے ایصال ثواب اور عرسِ فاتحہ کو وہ حرام کہتے ہیں۔
- ⑥ مجلس ذکر شہادت حسین اور غوث پاک کی فاتحہ گیارہویں اور غریب نواز کی فاتحہ چٹی کو وہ حرام کہتے ہیں۔
- ⑦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کے موقع پر وہ خوشی منانے اور جلسہ و جلوس کے انعقاد کو حرام قرار دیتے ہیں۔
- ⑧ مزاراتِ اولیاء اور مقابرِ صلحاء پر گنبد کی تعمیر ان کے نزدیک حرام ہے۔
- ⑨ نعرۃ یار رسول اللہ اور یا نبی سلام ملیک کو وہ حرام قرار دیتے ہیں۔
- ⑩ عقیدہ وختہ اور بسم اللہ کی تقریبات میں اعزہ و اقارب اور احباب کو جمع کرنا ان کے نزدیک ناجائز ہے۔
- ⑪ تیمم، وضو، چالیسواں اور شبِ برأت کا حلوہ ان کے نزدیک ناجائز ہے۔

⑫ شادی، بیاد، منگنی اور چوتھی میں ان کے نزدیک نہ کسی کو بلانا جائز ہے اور نہ کسی کے یہاں جانا جائز ہے۔

⑬ شادی کے موقع پر سہرا باندھنے کو وہ مشرکانہ فعل قرار دیتے ہیں۔

⑭ جو شخص مزاراتِ اولیاء پر چادر چڑھاتا ہو، بزرگوں کا عرس کرتا ہو اس کے لڑکے ساتھ کسی مسلمان لڑکی کے رشتہ نکاح کو وہ حرام قرار دیتے ہیں، اس کے جنازے میں شریک ہونے، اس کی بیمار پرسی کرنے اور اسے سلام کرنے سے بھی یہ لوگ منع کرتے ہیں۔

⑮ اروح اولیاء سے فیض حاصل کرنے اور مدد طلب کرنے کو بھی یہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں۔

⑯ حضور اکرم سید عالم صلی علیہ وسلم کا نام پاک منکر انگوٹھا جو منے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

⑰ رجب کے مہینے میں امام جعفر صادق کی فاتحہ کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

⑱ رمضان المبارک میں ختم قرآن کے موقع پر مساجد میں چراغاں کرنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

⑲ اموات مسلمین کی قبروں پر تاریخ وفات کا پتھر نصب کرنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

⑳ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو بھی یہ لوگ ناجائز کہتے ہیں۔

㉑ عید کے دن معافہ کرنے اور بنگیر ہونے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

## آپ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ تیسری بنیاد بھی آپ کے سامنے ہے۔ اب آپ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں کہ کیا آپ علمائے دیوبند کے ان فتوؤں سے متفق ہیں۔ اور کیا یہ فتوے جمہور مسلمین کی روایات کی مخالفت میں نہیں ہیں؟ اور کیا ہمارے معاشرے کا مذہبی اور اجتماعی نظام ان فتوؤں سے مجروح نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے اور یقیناً ہوتا ہے تو آپ ہی فیصلہ کریں کہ ان فتوؤں کے مطابق عام مسلمان صبح سے شام اگر حرام ہی کا ارتکاب کرتے



ہستے ہیں تو ہمارا اسلامی معاشرہ کہاں ہے۔ ؟

۔ کسی وہ منزل ہے جہاں واضح طور پر آپ کو علمائے دیوبند اور علمائے بریلی کے درمیان ایک واضح لیکر کھینچی ہوگی کہ علمائے دیوبند کی ساری غنت اس بات پر صرف ہوتی کہ مسلم معاشرے کے ہر فرد کو گنہگار و حرام کا ثبات کیا جائے۔ اور علمائے بریلی نے اپنے علم کا سارا زور اس بات پر لگایا کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک حرام نہیں ہے اسے کون حرام کہہ سکتا ہے۔ جن مذاہبی اور اخلاقی روایات پر ہمارا معاشرہ کھڑا ہے انہیں بلاوجہ حرام قرار دینا علم اور فہم کی گمراہی ہے اور مسلم دشمنی بھی۔

ہمارے قارئین کرام جذبہ انصاف سے کام لیں تو انہیں ماننا پڑے گا کہ علمائے بریلی کی ساری جدوجہد جمہور مسلمین کی حمایت میں ہے جبکہ علمائے دیوبند کی ساری کوششیں جمہور مسلمین کی مخالفت میں ہیں۔

اب اس سے بڑھ کر ناقدری اور زیادتی کیا ہوگی کہ جو لوگ آپ پر حملہ آور ہیں وہ آپ کے سب سے بڑے خیر خواہ ہو گئے۔ اور جو علماء اپنی جان اور آبرو جو کھم میں ڈال کر آپ کا دفاع کر رہے ہیں انہیں آپ دشمن سمجھتے ہیں۔

## حاصل گفتگو

اختلاف کی پہلی بنیاد سے لیکر یہاں تک جو کچھ ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے اس کا مدعا صرف اتنا ہے کہ آپ اختلافات کی نوعیت کو پوری طرح سمجھ لیں اور ہماری برائی، بیزاری اور علیحدگی کو کسی اور جذبے پر محمول نہ کریں۔ علمائے دیوبند کے گستاخ و تلیم کا حملہ ہماری اپنی ذات پر ہوتا تو غنودہ و رگدرا اور مصالحت کی بہت سی راہیں نکل سکتی تھیں۔ لیکن جب انھوں نے منصب رسالت کی عظمتوں کو نشانہ بنا کر اللہ اور اس کے پیارے رسول کو اذیت پہنچائی ہے تو اب ان کے متعلق جو فیصلہ ہو گا وہ ہمیں سے ہو گا۔

کسی بھی عالم کے ساتھ ہمارا رشتہ براہ راست نہیں ہے بلکہ نبی کے توسط سے ہے۔

جب اپنا رشتہ ہمیں سے کوئی کاٹ لے تو ہمارے ساتھ رشتہ جوڑنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیا پاک کے ساتھ وفاداری کے جذبے ہی کا یہ تقاضا ہے کہ جب تک ہمارے جسم میں جان ہے، نہ یہ کہ ان گستاخوں سے ہم اپنا رشتہ منقطع رکھیں گے، بلکہ ہماری کوشش جاری رہے گی کہ ہر مومن و قائلہ کا رشتہ ان سے منقطع کرتے رہیں۔



## ہمارے خلاف علمائے دیوبند کے الزامات

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلافات کی تاریخ ادھوری رہ جائے گی اگر ان الزامات کا ذکر نہ کریں جو علمائے دیوبند نے ہمارے خلاف عائد کئے ہیں۔

ہمارے خلاف ان کا سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ ہم نے صاحب علم و فضل علماء کی تکفیر کی ہے اور ہم کفر کا فتویٰ دینے میں بہت بے باک اور غیر قناعتی واقع ہوئے ہیں اور اپنے مسلک میں ہم بہت شدت پسند اور متعصب ہیں۔ اس الزام کے دفاع میں اس سے زیادہ اور ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ ہماری کتاب حسام المؤمنین میں صرف پانچ اشخاص کے خلاف یہ الزام اہانت رسول و انکار ضروریات دین کفر کے فتوے صادر کئے گئے ہیں۔ جن پر جریمین لطیفین اور بلا و عرب کے اکابر علماء اور مشائخ نے بھی اپنی ہر توشیح و ثقیل فرمائی ہے۔

ان میں چار تو یہی اکابر علماء دیوبند ہیں جن کا تذکرہ پہلی بنیاد کے ضمن میں گذر چکا ہے اور پانچواں مرزا غلام احمد قادیانی کذاب ہے۔

اب اگر کوئی اپنی شامت عمل سے ان پانچوں میں سے کسی کے بھی کلمات کفریہ کی حمایت کرتا ہے تو اس کے لازمی نتائج اور واجبی تعزیرات کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ علمائے بریلی کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ بلا وجہ کسی کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے۔ اہانت رسول و کلمہ کفر

کی حمایت کر کے اپنی ماقبت برباد کرنے کا انتظام اور خود کرتے ہیں۔ کسی اور کو مطعون کرنے سے کیا ناہو۔

## ایک ضروری نکتہ

اس مقام پر اس نکتے کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح ایک غیر مسلم کو کلمہ ایمان و اسلام کے اقرار کے بعد مسلم سمجھا ضروری ہے اسی طرح ایک مسلم کو اگر وہ معاذ اللہ کفر کا مرتکب ہو جائے تو اسے غیر مسلم سمجھنا بھی دین ہی کا ایک فریضہ ہے۔

مخصوص مالات میں یہ ناخوشگوار فریضہ جس طرح علمائے بریلی کو انجام دینا پڑا ہے علمائے دیوبند بھی اس فرض کی ادائیگی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ ثبوت کیلئے مولوی عبدالمجید دیوبادی کی مشہور کتاب ”حکیم الامتہ“ میں مولوی امین احمد اصلاحی کا یہ خط ملاحظہ فرمائیں۔ یہ خط اس دور کا ہے جب مولانا اصلاحی مدرسۃ الاسلام سرائے میں مبلغ اعظم گڈھ کے منتظم تھے۔ موصوف کے خط کا یہ حصہ خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے۔

”مولانا تھانوی کا فتویٰ شائع ہو گیا ہے کہ مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں۔ اور چونکہ مدرسہ انہی دونوں کا مشن ہے اس لئے مدرسۃ الاسلام مدرسۃ کفر و فساد ہے۔ یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسے کے (تبلیغی) جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملعون و بدین ہیں۔“ (حکیم الامتہ ص ۵، ۴)

مولوی عبدالمجید دیوبادی تھانوی صاحب کے مرید و خلیفہ ہیں اس لئے مولوی امین احمد اصلاحی کا خط موصول ہونے کے بعد انہوں نے ایک معتمد کی حیثیت سے تھانوی صاحب کو ایک منسل خط لکھا جس میں انہوں نے مولوی شبلی نعمانی اور مولوی حمید الدین فراہی کی طرے سے صفائی کرتے ہوئے ان کی عبادت و ریاضت، ان کی نماز تہجد اور ان کے زہد و تقویٰ کو ان کے اسلام کے ثبوت میں پیش کیا تھا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ایسے متدین لوگوں کے خلاف کفر و کفریہ حلق کے نیچے نہیں اترتا۔

تھانوی صاحب نے ان کے خط کا جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے۔

”یہ سب اعمال و احوال ہیں۔ عقائد ان سے جدا گانہ چیز ہے۔ محبت عقائد

کے ساتھ فساد اعمال و احوال اور فساد عقائد کے ساتھ صحت اعمال و احوال

جمع ہو سکتا ہے۔“ (حکیم الامتہ ص ۶، ۵)

اس جواب کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہے کہ شہرت علم و کمال اور فضل و تقویٰ کے باوجود مولوی شبلی نعمانی اور مولوی حمید الدین فراہی کے خلاف مولوی تھانوی نے کفر کا جو فتویٰ صادر کیا ہے وہ درست اور صحیح ہے۔ تھانوی صاحب کے چاہنے والے متدین اس فتویٰ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یہی تاویل کریں گے کہ مولوی تھانوی نے ان دونوں حضرات کی تحریر یا تقریر میں کفر کی کوئی بات ضرور دیکھی ہوگی۔ بغیر کسی شرعی وجہ کے انہوں نے کفر کا فتویٰ ہرگز صادر نہیں کیا ہوگا اب یہی بات اگر ہم تھانوی صاحب اور دیگر اکابر دیوبند پر اُلٹ دیں کہ ان حضرات کے خلاف بھی کفر کا جو فتویٰ حرمین مطہرین سے صادر ہوا وہ بھی بلاوجہ نہیں تھا۔ تکفیر کی کوئی شرعی وجہ ان کی نظر میں ضرور ہوگی جیسا کہ پہلی بنیاد میں اس کی ساری تفصیل آپ کی نظر سے گذر چکی ہے۔ اگر مولوی شبلی نعمانی اور مولوی حمید الدین فراہی کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی شہرت، ان کی تکفیر سے مانع نہیں ہوتی تو اکابر دیوبند کے حق میں آسمان سے کونسی وحی نازل ہوتی ہے کہ کفر اور اہانت رسول کے جرم کے ارتکاب کے باوجود انہیں تکفیر سے مستثنیٰ رکھا جائے گا۔

## تصلب اور شدت پسندی کے الزام کا جواب

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کا یہ الزام بھی ہے کہ ہم اپنے مسلک میں نہایت متعصب اور شدت پسند واقع ہوتے ہیں۔ اس الزام کا اس سے زیادہ موزوں اور مؤثر جواب کوئی اور نہیں ہو سکتا کہ ہم انہیں آئینہ دکھائیں کہ آپ خود اپنی تصویر اس آئینہ میں دیکھ لیں پھر کسی پر انگلی اٹھائیں۔

ابھی مولوی امین احمد اصلاحی کے خط میں تھانوی صاحب کا فتویٰ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ مدرسۃ الاسلام سرائے میں جو کچھ انہی کافروں کا مشن ہے اس لئے وہ بھی مدرسۃ کفر و فساد ہے۔ یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسے کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملعون و بدین ہیں۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ اس سے زیادہ مسلک کی شدت پسندی اور کیا ہوگی۔ تھانوی صاحب

اپنے مسلک میں اتنے شدت پسند ہیں کہ جن لوگوں کو وہ بدین سمجھتے ہیں ان کی تحریر بھی دہانے مقتدر کو نہیں پڑھنے دیتے۔ "کمالات اشرفیہ" نامی کتاب میں ان کے ملفوظات کا مرتب ان کا ملفوظا نقل کرتا ہے۔

"بدین آدمی اگر دین کی بھی باتیں کرتا ہے تو ان میں غلطی لپٹی ہوتی ہے۔ ان کی تحریر کے فقرات میں بھی ایک گز غلطی لپٹی ہوتی ہے۔ اس نے بے دینوں کی محبت اور بے دینوں کی کتابوں کا مطالعہ ہرگز کرنا چاہیے۔"

(کمالات اشرفیہ ص ۵۵)

اب ہماری مطلوبی کے ساتھ انصاف کیجئے کہ جن لوگوں کو اہانت رسول اور مزوریات دین کے انکار کے الزام میں ہم بے دین سمجھتے ہیں، اگر ہم بھی ان کی صحبت ان کی تقریروں اور ان کی تحریروں کے بارے میں یہی شدت اختیار کریں تو ہم کیوں لائق گردن زنی ٹھہرائے جائیں۔ شریعت کی جو مصلحت ان کے سامنے ہے وہ ہمارے سامنے بھی کیوں نہیں ہونی چاہیے؟

## شدت پسندی کی ایک اور مثال

جو لوگ ندوہ کی تاریخ سے واقف ہیں وہ اپنی طرح جانتے ہیں کہ دیوبند کے اکابر ندوہ کے سخت مخالف تھے۔ یہاں تک کہ ندوہ کے ناظم مولوی محمد علی مونگیری جب ندوہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی دعوت لے کر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب سے ملنے دیوبند گئے تو انہوں نے نہ صرف دعوت قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ ملنے سے بھی انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ جب مولوی مونگیری کی طرف سے اصل ہوا کہ آپ خود شریک نہیں ہو سکتے تو کم از کم اپنے کسی آدمی کو شرکت کی اجازت دے دیجئے تو اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا۔

"مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ انجام اس کا بغیر نہیں۔ اس واسطے میں اپنی طرف سے کسی کو اجازت نہیں دے سکتا۔" (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۰۵)

"انجام اس کا بغیر نہیں" اس الہام خداوندی کا اس سے زیادہ واضح ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ آج ندوہ پر دیوبندی فرقے کا تسلط ہو گیا ہے۔

اور انجام کی وحشت ناک تصویر اور نمایاں ہو جائے گی اگر اس کا آفاقی بھی آپ نظر میں رکھیں۔

مولوی شبلی نعمانی کے بارے میں اہل علم بھی طرح جانتے ہیں کہ وہ ندوہ کے بانیوں میں ایک مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا ایک مضمون مقالات شبلی کے حصہ ششم میں شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون اس وقت کا ہے جب مولوی شبلی سے ندوہ کے ناظم کی پشتک ہو گئی تھی۔ بتدریج اختلافات یہاں تک بڑھے کہ شبلی کی حمایت میں ندوہ کے طلبہ نے اسٹرائک کر دیا۔ اس کے بعد کی سرگزشت خود شبلی کے قلم سے پڑھئے۔ لکھتے ہیں کہ۔۔۔

"میں اسی حالت میں مولود شریف کا زمانہ آیا اور طلبہ نے جیسا ہمیشہ کا معمول تھا مولود شریف کرنا چاہا۔ لیکن اس خیال سے کہ مولود شریف میں بیان کر دے گا وہ مولود سے روکے گئے اور تین دن تک یہ مرحلہ رہا۔ آخر لوگوں نے سمجھایا کہ مولود کے روکنے سے شہر میں مام برہمی پھیلے گی مجبوراً شرطوں اور قیدوں کے ساتھ مولود شریف کی منظوری دی گئی۔"

(مقالات شبلی، ج ۶، ص ۱۳۱)

لیکن کیا آج بھی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے اعلیٰ میں مولود شریف کے انعقاد کی اجازت مل سکتی ہے؟ کیا آج بھی ہمیشہ کا یہ معمول وہاں کے طلبہ میں زندہ اور باقی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ اب ندوہ پر اہل دیوبند کا غاصبانہ قبضہ ہو گیا ہے۔ غور فرمائیے! وہ آغاز تھا اور یہ انجام ہے۔ اور غضب یہ ہے کہ گنگوہی صاحب کا الہام انجام ہی کے بارے میں ہے۔ آغاز کے بارے میں نہیں ہے۔

## شدت پسندی کا ایک اور مکروہ نمونہ

دیوبندی مذہب کے مشہور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے مسلک میں کتنے شدت پسند تھے اس کی ایک مثال ندوہ کے سلسلے میں آپ پڑھ چکے۔ اب ان کی شدت پسندی، سخت مزاحی کا ایک اور مکروہ نمونہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔



بزرگان دین اور ان کے منازات طہیات سے انہیں اتنی سخت نفرت تھی کہ وہ ان کے عرسوں سے بھی سخت نفرت کرتے تھے۔

سلسلہ مالہ چشتیہ مابریہ کے مشہور بزرگ، قطب عالم حضرت عبدالقدوس گنگوہی کا مزار مبارک اسی گنگوہ میں ہے جو مولوی رشید احمد صاحب کا وطن ماؤف ہے۔ ان کی طرف سے مولوی صاحب کے دل میں کتنی کدورت تھی اور وہ ان کے عرس شریف سے کس قدر نفرت کرتے تھے اس کا اندازہ آپ مولوی زکریا شیخ الحدیث سہارنپور کی اس تحریر سے لگائے۔

موصوف اپنی کتاب تاریخ مشائخ چشت " میں لکھتے ہیں۔

" حضرت شاہ عبدالقدوس کا عرس جس کے بند کرنے پر آپ قادر تھے وہ اس درجہ آپ کو اذیت پہنچاتا تھا کہ آپ کو مبرک کرنا دشوار تھا۔ اول اول آپ ان دنوں گنگوہ چھوڑ دیتے اور رامپور تشریف لے جلتے۔ مگر آخر میں اس اذیت غلی کے برداشت کرنے کی آپ کو تکلیف دی گئی تو یہ زمانہ بھی آپ کو اپنی خانقاہ میں رہ کر گزارنا پڑا۔

مہم عرس میں آپ کو اپنے منتسبین کا آنا بھی اس درجہ ناگوار ہوتا تھا کہ آپ اکثر ناراض ہو جاتے اور ان سے بات چیت کرنا بھی چھوڑ دیتے۔ ایک بار جناب مولوی محمد صالح صاحب جالندھری جو آپ کے خلفاء اور مجازین میں سے تھے، آپ کی زیارت کے شوق میں بیتاب ہو کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اتفاق سے عرس کا زمانہ تھا۔ اگرچہ کتنے والے خادم کو اس کا وہم بھی نہ گذرا۔ مگر حضرت امام ربانی نے جو بزمِ سلام کا جواب دینے کے ان سے یہ بھی نہ پوچھا کہ روٹی کھائی یا نہیں اور کب آئے اور کیوں آئے۔ مولوی محمد صالح صاحب کو دو دن اسی طرح گزرتے۔ حضرت کا رخ پھرا ہوا دیکھنا ان کو اس درجہ شاق گذرتا تھا کہ اس کو انہی کے دل سے پوچھنا چاہئے۔ آخر اس حالت کی تاب نہ لاکر حاضر خدمت ہوئے اور

دور در عرض کیا کہ حضرت مجھ سے کیا تصور ہوا جس کی یہ سزا مل رہی ہے۔ معذرت کے طور پر عرض کیا کہ حضرت خدا شاہ ہے مجھے تو عرس وغیرہ کے ساتھ ابتدا ہی سے شوق نہیں۔ واللہ نہ میں اس وقت اس خیال سے گنگوہ آیا۔ اور نہ آجکل یہاں عرس ہونے کا مجھے علم تھا۔

حضرت امام ربانی نے فرمایا کہ اگرچہ تمہاری نیت عرس میں شرکت کی نہیں تھی۔ مگر جس راستے میں دو آدمی عرس کے آنے والے آئے تھے اس میں تمیرے تم تھے۔ (تاریخ مشائخ چشت ص ۲۹۴)

اب قارئین کرام ہی انصاف فرمائیں کہ اس سے بڑھ کر اپنے مسلک میں شدت پسندی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کا مرید عرس شریف میں شرکت کی غرض سے گنگوہ نہیں گیا تھا، بلکہ اپنے پیر کی ملاقات کے لئے وہاں حاضر ہوا تھا۔ لیکن صرف اتنی سی بات پر کہ وہ عرس کے زمانے میں گنگوہ کیوں آیا اسے ایسی ذلت آمیز منرادی کہ جیسے اس سے کوئی بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہو۔

اب سوال یہ ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو قطب عالم کے عرس سے اتنی ہی نفرت تھی تو وہ سلسلہ چشتیہ مابریہ میں مرید ہی کیوں ہوتے۔ جبکہ اس سلسلے کے سارے اکابر جن میں خواجہ خواجگان چشت حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے لیکر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار یا فرید شکر گنج، محبوب الہی حضرت نظام الدین، حضرت مابریہ پاک، حضرت چراغ دہلی، حضرت بندہ نواز گیسو داز، حضرت ترک پانی بقی، حضرت شیخ عبدالحق ردو لوی، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت شیخ جلال الدین تھانی سری، حضرت فی سراج، حضرت ملا راجہ پنڈوی اور حضرت سلطان اشرف جہانگیر سمائی تک کو ان ایسا بزرگ ہے جس نے اپنے پیروں کا عرس شریف نہ کیا ہو۔

تعب ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صرف اتنی سی بات پر کہ عرس کے زمانے میں ان کا مرید کیوں آیا اس سے منہ پھیر لیا۔ لیکن سلسلہ چشتیہ کے جو مشائخ کبار ساری زندگی اپنے پیروں کا عرس کرتے رہے انہیں وہ اپنا پیر و مستگیر ملنے ہیں۔ یہ سوال گنگوہی صاحب کے سر پر تلوار کی طرح ٹٹک رہا ہے کہ جو پیر گنگوہی صاحب کے مسلک کے مطابق خود عمر مات و بد مات میں مبتلا



ہو وہ کسی کا ہاتھ پیر کر نہ داری کی منزل تک کیونکر پہنچا سکتا ہے۔

## ہمارے خلاف علمائے دیوبند کا دوسرا الزام

جن لوگوں کے اعتقاد میں مناسد پر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے قسم کا فتنہ چلایا اتحاد زعموں کی تاب نہ لا کر زندگی بھر کر رہتے رہے۔ انتقام ہرزخی کا فطری تقاضا ہے اور فطرت ہی کا یہ بھی داعیہ ہے کہ جب آدمی دشمن پر قابو نہیں پاسا تو دشنام طرازیوں پر اتر آتا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ علم و استدلال کے ذریعہ جو لوگ اپنے خلاف انت رسول کے الزام کا دفاع نہیں کر سکے انھیں اپنے جذبہ انتقام کی تسکین کی گئی ہوئی نظر آئی کہ جس طرح بھی ممکن ہو "مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی" کی شخصیت کو عروج کیا جائے۔ علمی جلالت اور کردار کے تقدس پر انگلی رکھنے کی کوئی جگہ نہ مل سکی تو یہ الزام تراش گیا کہ انہوں نے سنتوں کی بجائے بدعتوں کو زندہ کیا ہے۔ حالانکہ بقدر ہونے کی حیثیت سے ایسے سنت اور امتیاز میان حق و باطل ہی اعلیٰ حضرت کا اصل کارنامہ ہے جس کی بیشمار مثالیں ان کے فتاویٰ کی ضخیم جلدات میں جگہ جگہ بکھری ہوئی ہیں۔

اس طرح کے الزام تراشنے والوں میں شیخ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب مدرجمید علمائے ہند کا نام سرورق پر ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو پانی پی پی کر تقریباً چھ سو گالیاں دی ہیں۔ انہی میں ایک گالی "مجدد البدعات" کی بھی ہے۔ جس سے ان کی کتاب کا ورق داغدار ہے۔

لیکن اس مقام پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے کردار کی ارجحندی کو بار بار سلام کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ان کے خلاف کذب بیانی اور الزام تراشی کا کاروبار کرنے والے اپنی ہزار دشمنی کے باوجود اب تک یہ الزام ان پر عائد نہ کر سکے کہ وہ بدعتوں کے موجد بھی ہیں۔

"مقبوضہ" اور "مؤجد" کے درمیان جو معنوی فرق ہے وہ اہل علم پر فنی نہیں ہے۔ اب جو لوگ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو "مجدد البدعات" کہتے ہیں انھیں یہ بتانا ہو گا کہ جن بدعات

نما نسوں نے زندہ کیا ہے ان کا موجد کون ہے۔ اور اپنی کارگزاریوں کی یہ رپورٹ بھی پیش کرنی چاہی کہ علمائے دیوبند نے ان موجدین کو کتنی گالیاں دی ہیں۔

اس وقت میرا موضوع یہ نہیں ہے ورنہ میرے پاس ان بدعات کی ایک لمبی فہرست ہے جن کی ایجاد کا سہرا خود علمائے دیوبند کے سر بندھا ہے۔ وقت اگر چہ نہیں ہے لیکن مقام کی مناسبت سے علمائے دیوبند کی زبیاں ذکر وہ بدعات کی طرف ایک ہلکا سا اشارہ کر کے گزر جانا چاہتا ہوں تاکہ الزام بغیر سند کے نہ رہے۔ ذیل میں ان بدعتوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

① دفع بلا اور نقصانے حاجات کے نام پر مدرسہ کی مال منفعت کے لئے ختم بنجاری شریف کی بدعت کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

② نماز جنازہ کے لئے انتظامی مصلحت کی بنیاد پر نہیں بلکہ غلط اعتقاد کی بنیاد پر احاطہ دارالعلوم میں ایک جگہ مخصوص کرنے کی بدعت کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے

③ مسلم میت کے کفن کے لئے "کھدر" کی شرط لگانے اور کھدر کے بغیر نماز جنازہ پڑھنے اور پڑھانے سے انکار کر دینے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دیوبند مولوی حسین احمد ہیں

④ وراثت انبیاء کی سند تقسیم کرنے کے لئے اہتمام و تدای کے ساتھ مدد سالہ ابلاس منعقد کرنے اور ایک ناخرم اور مشرک عورت کو اسٹیج پر بلا کر اسے کرسی پر بٹھانے اور اپنے مذہبی اکابر کو اس کے قدموں میں جگہ دینے کی بدعت سیدہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

⑤ دینی درس گاہ کے احاطے میں مشرکانہ الفاظ پر مشتمل قومی ترانے کے لئے "قیام تعظیمی" کی بدعت سیدہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

⑥ کانگریسی امیدوار کو کامیاب بنانے کے لئے انتہائی بد و جہد کو مذہبی فریضہ سمجھنے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دارالعلوم دیوبند ہیں۔

⑦ اپنے اکابر کی موت پر "اہتمام و تدای" کے ساتھ جلد تعزیت منعقد کرنے اور ضلالت اباہل پر مشتمل منظوم مرثیہ پڑھنے اور پڑھانے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دارالعلوم

اے مسز اندرا گاندھی (ابن علی) اخباری رپورٹ جمع تصویر ہمارے ہاں ریکارڈ میں موجود ہے  
نور محمد کاغذی بازار کراچی

دیوبند ہے۔

۸) بالاتزام کسی متین نماز کے بعد نمازیوں کو روک کر ان کے سامنے تبلیغی نصاب کی تلاوت کرنے کی بدعت کا موجب بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

۹) کلمہ و نماز کی تبلیغ کے نام پر چلا اور گشت کرنے اور کرانے کی بدعت کا موجب بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

۱۰) دارالعلوم دیوبند میں صدر جمہوریہ کی آمد کے موقع پر قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہونے کا حکم صادر کرنے والے بھی اکابر دیوبند ہیں جو اس وقت اسٹیج پر موجود تھے۔ اب ہی بتائیں کہ یہ بدعت کی کوئی قسم ہے۔

یہ اور اس طرح کبے شمار بدعات و منکرات ہیں جن کی ایجاد کا سہرا علمائے دیوبند کے سر ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگ امام اہلسنت و الطہرات فاضل بریلوی کو بدعتی کہتے نہیں سکتے۔ علمائے دیوبند ہر نوا ایجاد پر بے دریغ بدعت ضلالت ہونے کا حکم صادر کر دیتے ہیں اسے حرام قرار دے کر مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کے نئے نئے نکتے برپا کر دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر غفل میلاد ہی کو لے لیجئے۔ اس کے بدعت ضلالت اور حرام ہونے کی ان کے پاس سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ سات سو برس کی نوا ایجاد بدعت ہے۔ موجودہ ہیئت کے ساتھ نہ وہ عہد رسالت میں موجود تھی اور نہ عہد صحابہ و تابعین میں۔ لیکن جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر آپ حضرات کے یہاں صرف نوا ایجاد ہونے کی بنیاد پر غفل میلاد بدعت ضلالت ہے تو وہ جن اجزاء پر مشتمل ہے ان میں سے کسی چیز کے بارے میں نشانہ ہی کیجئے کہ وہ کسی سنت کو مٹاتا ہے یا شریعت کے کسی قاعدہ کلیہ کے تحت منوعات کے زمرے میں آتا ہے تو سوائے خاموشی کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر غفل میلاد کے اجزاء یہ ہیں۔

- ۱) اعلان عام ۲) فرش و تخت اور شامیاد وغیرہ ۳) روشنی ۴) بخور و عطریات و گلاب ۵) شیرینی ۶) جمع مسلمین ۷) ذکر و میلاد خواں ۸) ذکر الہی و ذکر رسول

لے اب اس کتاب کو فضائل اعمال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

۱) قیام و سلام۔

ان سارے اجزاء میں سے سوائے قیام و سلام کے کوئی جز ایسا نہیں ہے جس پر ان حضرات کا جلسہ سیرت یا جلسہ وعظ یا جلسہ تبلیغ یا جلسہ دستار بندی یا جلسہ تنظیم و جماعت پر شتمل نہ ہو۔ اعلان عام بھی ہے، فرش و تخت اور شامیاد بھی ہے، روشنی بھی ہے، جمع بھی ہے، واعظ و مقررین بھی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی چیز کو بدعت ضلالت کہہ کر اسے حرام قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ خود اپنے ہی جلسوں کے خلاف حرام ہونے کا فتویٰ دیں۔

اب رہ گیا معاملہ قیام و سلام کا تو یہ بھی ان کے یہاں وجہ حرمت نہیں ہے کیونکہ بدون قیام بھی غفل میلاد ان کے یہاں حرام ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ان کے مشہور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے تحریر فرمایا ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ غفل میلاد کی حرمت وجہ غلط روایتوں کا پڑنا یا بیان کرنا ہے تو میں عرض کروں گا کہ بروایات صحیحہ بھی غفل میلاد ان کے یہاں حرام ہے۔ جیسا کہ اپنے فتاویٰ میں مولوی رشید احمد گنگوہی اس کی بھی تصریح کر چکے ہیں۔

میں نے متعدد مناظروں میں دیوبندی علماء سے سوال کیا کہ جب ہماری غفل میلاد اور آپ حضرات کے جلسہ وعظ کے اجزاء ایک ہی ہیں تو آپ کا جلسہ وعظ باآواز ہماری غفل میلاد حرام کیوں ہے؟ صرف اس وجہ سے تو کوئی چیز حرام یا حلال نہیں ہو سکتی کہ آپ کے جلسہ کا نام جلسہ وعظ یا جلسہ سیرت ہے اور ہمارے جلسہ کا جلسہ میلاد ہے۔

جب ان حضرات سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو میں نے عرض کیا کہ ایک ہی وجہ فرق میری سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور سرایا نور علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر جب ساری کائنات میں خوشی کے ڈنکے بج رہے تھے تو شیطان لعین کے گھریں ماتم بپا تھا وہ شدت غیظ میں اپنے سر پر خاک ڈال رہا تھا۔

اسے حضور پاک صاحب رلاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تکلیف پہنچی تھی۔ بہت لمبی ہے کہ اس کی بیرونی میں آپ حضرات کو ذکر ولادت سے تکلیف پہنچی ہو گی۔

دائدہ تو گزر چکا اب تو صرف اس کا ذکر ہی باقی رہ گیا ہے۔ آپ حضرات دیوبند میں اپنے دارالعلوم کا جشن صد سالہ مناتے ہیں تو شریعت آپ کا اتم نہیں پکڑتی۔ اور ہمارے جشن عید میلاد النبی پر آپ کا دارالعلوم گرجنے اور برسنے لگتا ہے۔ سچ کہا ہے کہنے والوں نے کہ جب کسی کی ذات سے دل میں کسی طرح کی بلن ہو جاتی ہے تو اس کے ذکر سے بھی دل جلنے لگتا ہے۔

### ایک چچتا ہوا سوال اور اس کا جواب

میری یہ تحریر پڑھنے کے بعد ہر خالی الذہن شخص کے دماغ کی سطح پر یہ سوال منور ہو گیا کہ ہندوستان میں دیوبندی فرقے کے علاوہ اند بھی بہت سارے باطل فرقے ہیں، لیکن کیا جو ہے کہ کسی اور فرقے کے خلاف ملائے اہلسنت اس طرح صفاً نظر نہیں آتے جیسی صوفیوں کے یہاں اہل دیوبند کے مقابلے میں نظر آتی ہے۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ بتادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھ کو تعلق ملائے اہل سنت نے ہر باطل فرقے کے خلاف تحریر و تقریر اور بحث و مناظرہ کے ذریعہ رد و ابطال کے فرائض جس گرم جوشی اور دیانتداری کے ساتھ انجام دیئے ہیں وہ ہر نیمروز کی طرح روشن ہیں۔ دین حق کے خلاف اٹھنے والے فتنے کی سرکوبی کے سلسلے میں ہم نے کبھی اہل زمانہ کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کیا ہے۔ شیعوں، قادیانیوں اور غیر مقلدین وغیرہ کے رد میں امام اہلسنت حضرت فاضل بریلوی کے بہت سارے رسائل و کتب کی تعداد میں شائع ہوئے اور ہر سہ ہفت روزہ کے بعد ان کے خلفاء، تلامذہ اور متوسلین و تبعین نے تحریرات و خطبات کے ذریعہ جو خدمات انجام دی ہیں ان کے اثرات سے زمین کا کوئی نقطہ بھی خالی نہیں ہے۔ ایسی بات ہرگز نہیں ہے کہ دوسرے فرقہ بانیوں کے علاوہ کوئی نرم گوشہ ہمارے دلوں میں موجود ہے۔

### دیوبندی فرقے کی خلاف شدت پسندی کی وجوہات

اب رہ گئی یہ بات کہ دیوبندی فرقے کے خلاف ملائے اہلسنت کا رویہ اتنا سخت کیوں

ہے تو اس کی متعدد وجوہات ہیں جنہیں ٹھنڈے دل سے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔

### پہلی وجہ

تو یہ ہے کہ جن کفریات و منکرات کی دہر سے دیوبندی فرقے کے ساتھ ہمارا بنیادی اختلاف ہے ان کا تعلق عقائد کے بعد عقائد یا قرآن کے دلوں میں ہیں یا انکی کتابوں کے اوراق میں چھپے ہوئے ہیں۔ اب جہاں تک عمل کا تعلق ہے تو وہ بھی اپنے آپ کو ضمنی کہتے ہیں۔ ظاہر میں بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی اذان دیتے ہیں، بالکل ہماری ہی وہ بھی تراویح پڑھتے ہیں، بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی عیدین کی نماز پڑھتے ہیں۔ ظاہر کی سطح پر ان کے ظاہر میں کوئی ایسی واضح علامت موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی شناخت ہو سکے۔ اس لئے ان کے متعلق عوام کا غلط فہمی میں مبتلا ہونا بالکل یقینی امر ہے۔ اسی بنیاد پر یہ ضرورت دہائی ہوئی کہ عقیدے کی سطح پر عوام میں ان کا اتنا واضح تعارف کرایا جائے کہ انہیں پہچاننے میں کوئی دشواری پیدا نہ ہو لیکن جہاں تک شیعوں کا تعلق ہے تو جہاں انہوں نے اذان دی یا نماز کی نیست بازمی تو فوراً پتہ چل گیا کہ یہ اور ہیں اور ہم اور ہیں۔ یہی حال غیر مقلدین کا بھی ہے۔ ان کی مناسبات، نمازیں، ان کی دتہ اور ان کی تراویح اور ان کی عیدین نمازیں جتنے جتنے عوام کو تنبیہ کر دیتی ہیں کہ یہ دوسرے مذہب کے لوگ ہیں۔ اس لئے عوام کو ان سے خبردار کرنے کی اتنی سخت ضرورت نہیں کہ جتنی سخت ضرورت عوام کو دیوبندی فرقے سے بچانے کی ہے۔

### دیوبندی حضرات کی عوام کو کس طرح بدعقیدہ بناتے ہیں؟

یہ گس پٹے ہیں جو ہماری صفوں میں گھس کر اور ہمارے عوام کو مختلف ترکیبوں سے قریب کرتے ہیں۔ اور جب وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارا تیرنشانے پر بیٹھ گیا تو وہ مختلف طریقوں سے انہیں اپنی جماعت کے اکابر کا عقیدہ مند بناتے ہیں۔ اور اس کے بعد انہیں اتنا بدل دیتے ہیں کہ وہ اہلسنت کے ان سارے عقائد و روایات جنہیں وہ ایمان کی طرح عزیز رکھتے تھے اب شرک و بدعت سمجھنے لگتے ہیں۔ اور کچھ دلوں کے بعد ان کے دلوں پر بدبختیوں کی ایسی مہر لگ جاتی ہے کہ وہ قرآن کی کوئی بات سننے میں اور نہ حدیث کی — واضح ہے کہ یہ ساری باتیں ہیں



تبلیغی جماعت کی چھار فی میں تبدیل نہ کر دیا ہو۔

اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ قصہ یہ ہے کہ جس زمانے میں شریعتی انداز کا مذہبی دوزخ عظمیٰ کی کرسی سے اتار دی گئی تھیں اور اپنی ناکامی کے کرب میں زندگی گزار رہی تھیں تو غرض آئندہ مستقبل کی نشاندہی کرنے والے جوتشیوں کی طرح یہ حضرت بھی ایک دن وہاں پہنچ گئے اور اندرا کا مذہبی سے کہا کہ دنیا میں صرف ایک ہی ذات ہے جو آپ کا گلیا ہر تخت و تاج والیں دلا سکتی ہے۔ اور وہ ہے غوث اعظم کی ذات جن کا مزار مبارک ابتدا و خیر لیف میں ہے۔

اندر اگاندھی کو اور کیا چاہیے تھا فوراً بند شریف کے سفر کا انتظام کر دیا۔ اور یہ  
بند شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں مزار شریف پر پندرہ دن تک چلے کھڑے رہے۔ اور واپس آ کر  
اندر اگاندھی کو خوشخبری دی کہ وہاں مجھے مزار شریف سے بشارت ہوئی ہے کہ نو مہینے کے بعد آپ  
کے دن پلٹ آئیں گے۔

انصاف کیجئے ! اپنے عقیدے کے ساتھ اتنی زبردست جنگ سولائے دیوبندی فرزند  
کے اور کون لڑ سکتا ہے۔ دیوبندی زبان کے حادوے میں قبروں کی پرستش بھی کرتے رہے  
اور مشرک بنانے والوں کو اپنا امام بھی مانتے رہے۔ اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ ایسے  
لوگوں سے بچنا کتنا مشکل ہے جن کے کئی چہرے ہیں۔ دیوبند اور سہارنپور میں کچھ ہے اور بنیاد  
واجبیر چلے گئے تو کچھ اور بن گئے !

**دیوبندی مذہب کا ایک اور جنازہ** | جن حضرات نے تقریر الایمان "اوسبہ شریکو" کا مطالعہ کیا ہے وہ اس حقیقت سے ایسی طرح واقف ہیں کہ ملما سے دیوبند کے نزدیک تبرؤں سے

تبلیغی جماعت کی چھار فی میں تبدیل نہ کر دیا ہو۔

اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ قصہ یہ ہے کہ جس زمانے میں شریعتی انداز کا مذہبی دوزخ عظمیٰ کی کرسی سے اتار دی گئی تھیں اور اپنی ناکامی کے کرب میں زندگی گزار رہی تھیں تو غرض آئندہ مستقبل کی نشاندہی کرنے والے جوتشیوں کی طرح یہ حضرت بھی ایک دن وہاں پہنچ گئے اور اندرا کا مذہبی سے کہا کہ دنیا میں صرف ایک ہی ذات ہے جو آپ کا گلیا ہر تخت و تاج والیں دلا سکتی ہے۔ اور وہ ہے غوث اعظم کی ذات جن کا مزار مبارک ابتدا و خیر لیف میں ہے۔

اندر اگانڈمی کراؤر کیا جائیے متنازعاً ابنداد شریف کے سفر کا انتظام کرا دیا۔ اور یہ  
 ابنداد شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں مزار شریف پر پندرہ دن تک چلے کھڑے رہے۔ اور واپس آ کر  
 اندر اگانڈمی کو خوشخبری دی کہ وہاں مجھے مزار شریف سے بشارت ہوئی ہے کہ نو مہینے کے بعد آپ  
 کے دن پلٹ آئیں گے۔

انصاف کیجئے ! اپنے عقیدے کے ساتھ اتنی زبردست جنگ سولائے دیوبندی فرزند  
کے اور کون لڑ سکتا ہے۔ دیوبندی زبان کے حادوے میں قبروں کی پرستش بھی کرتے رہے  
اور مشرک بنانے والوں کو اپنا امام بھی مانتے رہے۔ اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ ایسے  
لوگوں سے بچنا کتنا مشکل ہے جن کے کئی چہرے ہیں۔ دیوبند اور سہارنپور میں کچھ ہے اور بنیاد  
واجبیر چلے گئے تو کچھ اور بن گئے !

**دیوبندی مذہب کا ایک اور جنازہ** | جن حضرات نے تقریر الایمان "اوسبہ شریکو" کا مطالعہ کیا ہے وہ اس حقیقت سے ایسی طرح واقف ہیں کہ ملما سے دیوبند کے نزدیک تبرؤں سے

لَٰذَٰلِكَ الْقَوْلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا وَاَدْخَلُوْا  
اِنَّا قٰسِيْطِيْنَ فِيْهِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ  
سٰتِرُوْنَ ۝ ٨

اور جب وہ نبی کے جانشینوں سے ملے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری ہی طرح جاں نثار ہیں اور جب تمہاری میں اپنے شاطین کے ساتھ سرسبز ہو کر کہتے ہو کہ تمہاری حقیت میں

تھکا ساتھ ہی۔ ہم تو صبا کے ساتھ صرف مذاق کہہ رہے تھے  
ٹھیک یہی حال دلربندی فراتے کا بھی ہے۔ ان کے پاس بھی دوزبانیں ہیں۔ ایک زبان تو  
ہے جو انبیاءِ اولیاء کے وفاداروں اور عقیدت مندوں کے سامنے نکلتی ہے اور دوسری زبان وہ ہے  
مذاہبان میں وہ اپنے گروہ کے لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔

بیدہ و عمل کے تضاد کا ایک دلچسپ قصہ | اس کی زندہ مثال دیکھنی ہو تو آپ شریف لائیے۔ یہاں جمیل ایاسی نام کے ایک مشہور شخص ہیں جو اپنی پیدائشی سرشت و خمیر کے سے کٹرو دیوبندی و تبیشی ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ "ایاسی" کا بیونہ ہی ان کے اندر کا سدا مار دیتا ہے۔ ایک طرف دہلی میں وہ دیوبندیت و طہنیت کے اتنے سرگرم مبلغ ہیں کہ شاید ہی اس کوئی مسجد بچی ہو جسے دہلی وقف بردو اور وقف کونسل ممبر ہونے کی حیثیت سے انہوں نے

۷۰ یہ نسبت اس الیاس کی جانب ہے جو کہ بدنام زمانہ تبلیغی جماعت کا بانی تھا۔



مدد مانگنا شرک جلی ہے، لیکن اپنے گھر کے بزرگوں کی قبروں کے بارے میں وہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں، اُسے سہارنپور کے شیخ الحدیث مولوی زکریا صاحب کی کتاب "تاریخ شائع چشت" میں ملاحظہ فرمائیے۔  
اپنی اس کتاب میں وہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے پیر و مرشد میاں جی نور محمد جھانوی کے سفر آخرت کا ذکر کرتے ہوئے حاجی صاحب کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ اپنے مرض الموت میں ان کے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ۔۔۔

میرا ارادہ تھا کہ تم سے جاہدہ و مشقت لوں گا لیکن مشیت الہی کوئی چارہ نہیں۔ پیام سفر آخرت آگیا ہے۔ جب حضرت نے یہ کلمات فرمائے تو میں پالگی کی بیٹی پھر مکر رونے لگا۔ حضرت نے قسلی دی اور فرمایا کہ فقیر مریزا نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ ہوگا جو ظاہری زندگی میں ہوتا تھا۔ (ملاحظہ فرمائیے) میاں جی نور محمد کی قبر سے متعلق ایک عبارت ان کی سوانح حیات سے بھی ملاحظہ فرمائیے جو ادارہ تالیفات اشرفیہ تھانہ سمون سے شائع ہوئی ہے۔ اور جس پر قاری طیب صاحب مستم دارالعلوم دیوبند کی تقریظ ہے۔ مصنف کتاب لکھتے ہیں کہ۔۔۔

"حضرت میاں نجیور رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بھی آپ کی روح بروج سے وہی فیضان و عرفان کا چشمہ جاری اور آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کے مزار مقدس سے بھی وہی فیوض و برکات ماحصل ہوتے ہیں جو آپ کی ذات قدسی صفات سے ہوتے تھے۔" (سوانح حیات میاں نجیوی ص ۷۰)

اب اس دعوے کے ثبوت میں کو ان کے انتقال کے بعد ان کی قبر سے بھی وہی فائدہ ہوتا ہے جو ان کی ظاہری زندگی میں ہوتا تھا، ان کی سوانح حیات کے مصنف نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ۔۔۔

"ایک بار حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک بولا ہوا تھا۔ بعد انتقال حضرت کے مزار پر حاضر ہوا۔ اور فرمایا کہ بعد اس نے عرض کی کہ حضرت میں بہت پریشان اور تنگی معاش میں مبتلا ہوں میری کچھ دستگیری فرمائیے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہر مزار سے روٹنے روز ملا کریں گے۔

ایک مرتبہ میں زیارت کر گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز ولیہ مقررہ قبر کی پابندی سے ملا کرنا ہے۔" (سوانح میاں نجیوی ص ۷۰)

الغاف کیجئے! دیوبندی فرقے کی مشہور کتابوں تقریر الایمان، بہشتی زیور اور فتاویٰ رشیدیہ میں نہایت مراعت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ کسی قبر پر حاضر ہو کر مدد مانگنا اور مصیبتوں میں ان سے دستگیری کی درخواست کرنا مرتکب شرک ہے۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس واقعہ میں شرک کا وہ سارا انتہائی ایمان کے لباس میں تبدیل ہو گیا۔

اب آپ ہی فیصلہ کیجئے! کہ جس فرقے کے چہرے پر نفاق کے اتنے دبیز پردے ہوں کہ اپنے ہی مذہب کے عقیدے چھپالیں اس کی پہچان کتنی مشکل ہے۔  
دیوبندی فرقے کے اسی دورنگی مذہب کے مفاسد سے بچانے کیلئے علماء اہلسنت کو ضرورت پیش آئی کہ عوام کو ان کے حقیقی چہرے کے خد وخال سے بار بار واقف کرائیں تاکہ وہ ان کے فریب میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں۔

## بدعت کی بحث

دیوبندی فرقے کے یہاں بدعت کا لفظ بھی بہت کثیر الاستعمال ہے۔ بات بات پر اہلسنت کو بدعتی کہنا ان کی عام بول چال ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اہلسنت کا نام بھی بدعتی رکھ دیا ہے۔ جیسا کہ اپنی اسی کتاب تاریخ شائع چشت میں مولوی زکریا نے حاجی امداد اللہ صاحب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ۔۔۔

"میں کسی کو بدعت کرنے سے اس لئے انکار نہیں کرتا کہ وہ شخص کسی بدعتی کے بچے میں نہ گرفتار ہو جائے۔ سچر اللہ تعالیٰ مجھ سے موافقہ فرمادیں کہ وہ تمہارے پاس گیا تھا تم نے کیوں روک دیا جس کی وجہ سے وہ الیس مجھ پہنچنا۔" (تاریخ شائع چشت ص ۲۶۶)

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اور کیا نکلتا ہے کہ حاجی صاحب جو کہ دیوبندیوں کے

پیر و مرشد ہیں اس لئے تنہا ہی سنت کے طریقے پر ہیں باقی دوسرے شائع طریقت تو سرتا سر بدعتی ہیں۔

اب اسی مقام پر تصویر کا دوسرا رخ بھی آپ کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ اسی کتاب میں مولوی ذکر یانے لکھا ہے کہ حاجی صاحب نے اپنے پیر و مرشد میاں نجی

نور محمد جہانزی کے مزار پر پتھر کا ایک کتبہ نصب کیا ہے جس پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

شہر جہانزہ اک جلتے ہلے مسکن و ماری ہے جس جا آپ کا  
مولیٰ پاک آپ کا ہے اور مزار اس جگہ تو جاں لے لے ہر شیار  
اس جگہ ہے مرقد پاک جناب سر جھکاتے ہیں سب شیخ و شاہ  
جس کو ہر شوق دیدار خدا ان کے مرقد کی زیارت کر وہ جا  
دیکھتے ہی اس کے مجھ کو ہے یقین اس کو ہر دیدار رب المسلمین

غور و نظر مائیے! مرقد پاک کی زیارت کرنے کے لئے جانا اور مرقد پاک

کے دیدار سے رب المسلمین کا دیدار کرنا کیا ساری باتیں دیوبندی مذہب میں جائز ہیں؟ مولوی ذکر یاسے نے کر دیوبندی فہرے کے سارے اصغر و اکبر کے میں پہنچ کر کہا ہوں کہ تقویٰ الایمان بہشتی زیور اور فتاویٰ رشیدیہ میں بیان کردہ عقائد کی روشنی میں وہ ثابت کریں کہ یہ اشعار دیوبندی مذہب کے مطابق ہیں۔ لیکن بات پھر وہیں پلٹ کر آتی ہے کہ یہ عمل چونکہ اپنے گھر کے بزرگ کا ہے اس لئے آنکھ بند کر کے آئے جائز ماننا ہی پڑے گا۔

اپنے بزرگوں کی خاطر اصولوں کا حوالہ کرنا دیوبندی فہرے کا یہی وہ دور کی مذہب ہے جس کا پردہ چاک کرنے کے لئے علما نے اہلسنت کو کوکٹا ہیں بھی لکھنا پڑی، مناظر بھی کٹا پڑا اور اسی کلمہ حق کو اپنی زندگی کا شش بھی بنانا پڑا۔

۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

۱۹ جولائی ۱۹۶۵ء

(ارشاد القادری غفرلہ)

بانی و مہتمم جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء فی دہلی

اور محمد شاہ